رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اکدن دیکھنا (عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) مین بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ومیں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اِس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوۃ ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی لوگ .... نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط وکتابت بنام مینیجر الفضل قادیان

دار الامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداران ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۱۹۔ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۹۔ ذی الحج ۱۳۳۲ سنہ ہجری | نمبر ۶۷

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی بخیریت اپنے کار ہائے گرانمایہ میں مصروف ہیں۔ اور آجکل غیر ممالک میں سلسلہ کی اشاعت کے لئے حضور کے زیر غور خاص تجاویز ہیں ؛

(۲) قادیان کی بابرکت زمین میں رہنے کے شیدائی اپنے مکانات تعمیر کر رہے ہیں۔ دار العلوم اور قادیان شہر کے درمیان جو زمین ہے اس میں مکانات بن رہے ہیں۔ اور دوسری طرف مقبرہ بہشتی کو جانے والی سڑک کے کنارے بھی مکانوں کی تعمیر کی ابتدا شروع ہوگئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ آبادی میں دن بدن نمایاں ترقی ہو رہی ہے ؛

(۳) جلسہ سالانہ کے متعلق سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کی چھٹی شائع ہوئی ہے جسکو آج کے اخبار میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔ اسکو ہر ایک احمدی کو سنا دینا چاہیئے اور جلسہ سالانہ کو پُررونق بنانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے ؛

تازہ خبریں

چلّی کی غیر جانبداری۔ چلی کے وزراء محکمہ بحری اور خارجیہ نے غیر جانب دار رہنے کا وعدہ کیا ہے ؛

برٹش نقصان۔ لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ کل اموات کی تعداد ۱۴۰۰۰ ہے،

مدد۔ نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم نے بوقت ضرورت پچاس ہزار مزید کمک بھیجنے کا وعدہ دیا ہے ؛

اٹلی کی تیاری جنگ۔ لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ روما اخبارات کا بیان ہے۔ کہ شیران سلطنت نے باتفاق رائے چوبیس کروڑ روپیہ کا قرضہ فوجی تیاری کے لئے مناسب خیال کیا ہے ؛

لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ سویڈن۔ ناروے ڈنمارک نے انگلستان۔ فرانس روس۔ جرمنی کے پاس ایک چٹھی بھیجی ہے جسمیں ان مشکلات کا ذکر کیا ہے جو ناروے سویڈن کی جہاز رانی میں جنگ کی وجہ سے سرنگوں کے سبب سے پیش آتی ہیں۔ بحیرہ بالٹک اور بحر شمالی دونوں کا اس میں ذکر ہے۔ چٹھی دوستانہ رنگ میں تھی ؛

موت۔ لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ لارڈ رابرٹ جو بڑے اسبار کیاد برٹش افواج فرانس گئے ہوئے تھے نمونیہ سے وفات پاگئے ؛

شمولیت جنگ ترکوں کے خلاف منشاء ہے۔ تمام ترک قیدی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ جنگ ہماری مرضی کے خلاف ہے ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ کیوں ترکی جرمنی کے لئے مصرف بیکار زار ہوئی ہے بہت سے جرمن ارض روم کی قلعہ بندی کر رہے ہیں ؛

طلبی مدد۔ ترکی نے جرمنوں سے کئی سو افسر طلب کئے ہیں جرمنوں نے جواب دیا ہے کہ ہم تو بہم پہنچا نہیں سکتے۔ ہاں آسٹرین افسر بھیج سکتے ہیں۔ ترکی افواج میں جرمنوں کے خلاف ناراضگی تو پہلے ہی ہے ترک آسٹرین افسر کے زیر حکم رہنا مشکل ہی برداشت کرینگے ؛

لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ امسٹرڈم۔ جرمن سرکاری اطلاع ہے کہ بحر الکاہل میں پانچ جرمن کروزر انگریزی کروزروں نامی گڈ ہوپ۔ گلاسگو اور مونمتھ کے مقابل پہنچے۔ نورمبرگ تو پہلے ہی جدا ہو گیا تھا پھر گڈ ہوپ سے جو نقصان رسیدہ تھا جا ملا ؛

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگ یورپ

(رسول کی خاص تاریں)

مشرقی میدان کارزار

پرنزی مسل ۱۳ نومبر۔ یہ امر واقعہ ہے کہ روسیوں نے سرکاری طور پر پرزی مسل کا محاصرہ اٹھ جانے کا اقرار کیا ہے حال کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیوں نے پھر محاصرہ کر لیا ہے پیٹرو گراڈ ٹائمز کا پیغام رساں بیان کرتا ہے کہ روسی مشرق سے مغرب کو جرمن کمک پہنچنے کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہیں وہ ہرگز جرمنوں کو ایسا کرنے نہ دینگے۔

سائلشیا میں حملہ اور روسی تجاویز: ۔ روسی سپاہ سائلشیا میں یورش کرنیکے لئے تیاری کر رہی ہیں کیونکہ وہاں دستکاری اور معدنیات کی وجہ سے جرمنز کو بہت سامان بہم پہنچ رہا ہے۔ برلن میں گھبراہٹ۔ سائلشیا اور مشرقی پرشیا سے مفرورین کی وجہ سے برلن میں پریشانگی پھیل رہی ہے۔

نہر سویز لنڈن ۱۳ نومبر۔ نیوفری پریس کا بیان ہے کہ ٹرکی نے نہر سویز پر حملہ آور ہونیکا ارادہ فسخ کر دیا ہے ایسا نہ ہو کہ اٹلی کے مفاد میں وہ خلل انداز ہو اور اٹلی کو غیر جانبدار نہ رہنے دے مجبور کر دے۔

مغربی پولینڈ۔ نواب وزیر ہند کا تار حضور وائسرائے کی طرف مظہر ہے کہ مغربی پولینڈ میں تیوسوا اور کالس کے علاقوں میں لڑائی اہمیت میں دوسرے درجہ پر ہے۔

شاید پرزی مسل پھر محصور ہو گیا۔ روسیوں نے پرنزی مسل کے محاصرہ سے آسٹریوں کو پیچھے ہٹا دیا ہے آرمینیا میں روسی اچھی حالت قائم ہے۔

گوبن۔ دارڈنلز پر انگریزی و فرنچ بیڑہ نے جو گولہ باری کی تھی اسکے اثنا میں ترکی جرمن جہاز گوبن کے پہلو میں سطح آب کے قریب گولہ سے بہت بڑا سوراخ ہو گیا۔

روسی معرکہ

مشرقی پرشیا میں جنگ۔ ۱۳ نومبر لنڈن پیٹرو گراڈ سے سرکاری اطلاع ہے کہ لڑائی علاقہ سیکو پوتن میں منحوبین جھیلوں پر قابض ہونے کیلئے لڑائی جاری ہے۔

جرمنوں کا علاقہ بھورن میں وسٹولا کے دونوں طرف جارحانہ انداز اختیار کیا ہوا نظر آتا ہے جرمنوں نے اپنی افواج کو لانگ سے منتقل کر دیا ہے۔

آسٹروی۔ گلیشیا میں پیچھے ہٹ رہے ہیں روسیوں نے انکی عقب کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

جرمنوں کو شکست مٹن لکھتا ہے کہ روسیوں نے جرمنوں کو کالسنر پر شکست دی ہے۔

قیصر کا ہیڈ کوارٹر مقام کوبلینز ہے

روسی توپخانہ : ۔ مورننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ دوربین آلات نشست کی ترقی کی وجہ سے روسی توپخانہ بہت مہلک ثابت ہوا ہے۔ فرانسیسی بھی اس ترقی کا اقرار کرتے ہیں۔

مشرقی پرشیا میں جرمن پیش قدمی

مشرقی پرشیا علاقہ سٹالی پوتن میں جنگ جاری ہے اور ضلع ہولدن میں تھارن کی طرف سے جرمنوں نے پیشقدمی شروع کر دی ہے۔ انکی غرض اپنی پسپائی سے مڑ کر پولینڈ پر پیش قدمی کرنے سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مشرقی پرشیا پر سے روسی دباؤ کم کرنا چاہتے ہیں۔

روسی کامیابی۔ پیٹرو گراڈ سے ایک کمونیک شائع ہوئی ہے کہ ضروری روسی فتوحات کی وجہ سے جرمن عقاروں کے قریب بڑے پن سے پسپا ہوئے اور مشرقی پرشیا میں ہماری ترقی ہو رہی ہے اور ہمنے کل پانچ ہوٹزر توپیں سولدو کے قریب چھین لیں وسچولا اور وارتا کے درمیان فوج ہراول کے درمیان لڑائیاں ہوتی ہیں روسی علاقہ شریسناوا کے درمیان سے کارکاؤ کو گذر رہے ہیں اور ہمنے پیر ٹارٹاڈ پر قبضہ کر لیا۔

بحری معرکہ

جرمنز بحر الکاہل میں : ۔ دو جرمن جنگی جہاز ولپرزو میں پہنچے ہیں اور وہاں ذخیرہ اور سامان لے رہے ہیں۔

لنڈن ۱۴ نومبر۔ ٹوکیو کیجاد میں ایک جاپانی تارپیڈو بوٹ سرنگیں صاف کر رہا تھا ایک سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہو گیا

ایمڈن کی آخری یورش

وہ کس طرح گرفتار ہوا۔ ایمڈن دو ماہ حال کو برسک کولیز نامی کیساتھ کوکس جزیرہ کے پاس نمودار ہوا وہاں تین افسر ۴۳ آدمی بمعہ مکسیم اتوا کہ تار اور بے تار برقی آلات کو تباہ کرنے کیلئے اترے۔ اسی وقت ایچ ایم ایس سڈنی آسٹریلین جہاز سے مدد طلب کی گئی اور اس نے فوراً پہنچ کر سیر حملہ کیا۔ اور اسے آگ لگ گئی خشکی پر جو پارٹی تھی وہ برسک نامی کو غرق کر کے خود ادرشا ایک چھوٹے جہاز پر سوار ہو کر بھاگ گئی

آسٹرین کروزر اور جرمن آبدوز کشتیوں کی غرقابی

وائنا میں سرکاری طور پر مشتہر کیا گیا ہے کہ کروزر قیصر الزبتھ کو بعد اسکے کہ اسکا سامان گولہ بارود ختم ہو چکا تھا۔ سنگٹاؤ میں غرق کر دیا ہے اسکے علاوہ اور پانچ جرمن گنبوٹ بھی غرق ہوئے۔

لنڈن ۱۴ نومبر۔ یہ خبر ہے کہ آبنائے ڈوور میں دو جرمن آبدوز کشتیاں آبنائے کی تہ میں چھپی ہوئی معلوم دیتی تھیں انکی زنجیر کے ساتھ پھٹنے والا مادہ بھی لگا ہوا تھا ایک حملہ آور ہوتے وقت پھنس گئی اور گولوں سے غرق کر دی گئی۔

مغربی میدان کارزار

انگریزی رسالہ ٹائمز کا نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ دریائے این کی بہادری۔ پھر لڑائی پہلی طرح شدت سے شروع ہوئی ہے انگریزی رسالہ نے ایک میل سے جرمن توپخانہ پر حملہ کیا اور تقریباً ۱۰ منٹ میں تمام جرمن توپچیوں کو تہ و بالا کر دیا۔ حالت غیر متبدل ڈکسموڈ کے قبضہ کے بعد جرمن آگے نہیں بڑھ سکے انہوں نے کوشش کی مگر پسپا ہوئے کوئی نمایاں تبدیلی وقوع میں نہیں آئی۔ پریس بیرو کی اطلاع ہے کہ پیرس پر برٹش سپاہ کی مدافعت اسکے کارنامے نمایاں میں شمار ہوگی۔

۱۳ نومبر پیرس : ۔ سرکاری اطلاع ہے کہ بحر شمالی سے لائس تک پہلے کی نسبت لڑائی کا زور کم ہو گیا ہے دشمن کی نہر لایا عبور کر کے ڈکسموڈ کے مغرب کی طرف پہنچنے کی کوششوں کو پسپا کیا۔

پیرس کے شمالی مشرقی جانب پر دشمن کے حملہ پسپا ہوئے دریائے ادس اور آرمنٹریز کے مشرق میں لڑائی اور گولہ باری جاری ہے ہمنے این کے شمال میں ٹرکلول پر قابض ہو گئے ہیں۔ اور ٹرکیمونٹ کے شرقی اور سوروں کی جنوب شرق کیو دی اور دوگنی کے مابین کسی قدر بڑھے ہیں علاقہ بلی میں ہمنے شادون اور سونپر پر مکرر قبضہ کر لیا ہے ارگوں میں سخت گولہ باری ہو رہی ہے ہمنے دیگر مقامات میں بھی ترقی کی اور دشمن کے حملے پسپا کئے

پیرس کے جنوب میں حالت پیرس میں ایک کمونیک شائع ہوئی ہے کہ جرمنی کے حملہ زدنے بیک کے شمال اور پیرس کے جنوب میں پسپا کئے گئے ہیں اور جرمنی کا سخت نقصان ہوا ہے شہر لاباسی اور آماس کے درمیان اور نیز ضلع لاہونس میں دشمن نے ناکامیاب کوششیں کیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۱۹۔ نومبر ۱۹۱۴ء

آپکے مطلب کی بات

ناظرین کے شروع سال دوم سے الفضل کا سائز بجائے قدیم سائز چھوٹا کر دیا گیا تھا۔ اور اس میں غرض یہ تھی کہ کسی طرح الفضل اپنے خرچ پر چل سکے۔ لیکن بعد میں قلت گنجایش کی وجہ سے آٹھ صفحہ کی بجائے دس صفحہ کر کے خرچ میں پھر اضافہ کر لیا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ درس پر دو صفحہ خرچ کر کے مضامین کے لئے گنجایش نہ رہتی تھی۔ اوّل تو آٹھ صفحہ کے اخبار پر ہی جو خرچ پڑتا تھا وہ آمد سے زیادہ تھا۔ مگر اس دو صفحہ کے بڑھانے سے تو اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اور آخر نوبت باینجا رسید کہ جس قدر روپیہ ابتدا میں بطور سرمایہ لگایا گیا تھا۔ خرچ ہو چکا ہے۔ اور اس سال کی آمد سے بھی اس وقت صرف ایک ماہ کا خرچ بمشکل باقی ہے۔ ہم سال حال کی قیمت اپنے خریداران سے لے چکے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ جس طرح بھی ہوگا۔ اخبار کو سال تک چلایا جائیگا۔ کیونکہ یہ ہمارا اور آپ کا ایک عہد ہے آپ لوگوں نے ہمیں قیمت دی ہے اور ہم نے لی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ کم سے کم آٹھ صفحہ ضرور آپکو سال کے ختم ہونے تک پہنچاتے رہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں اس معاہدہ پر پورا اترنے کی توفیق دے۔ اور اس شہنشاہ پر ہمیں پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہمیں اِس الزام کے نیچے آنے سے بچا لیگا کہ ہم نے لوگوں سے قیمت لیکر ان کے حقوق ادا نہ کئے۔

الفضل جس غرض کو لیکر نکلا تھا۔ سچ پوچھو تو اس کا ایک بڑا حصہ وہ پورا بھی کر چکا۔ اس کا بڑا کام مسیح موعود کے نام کو روشن کرنا اور جماعت احمدیہ میں یہ احساس پیدا کرنا تھا۔ کہ مسیح موعود ہمارا حقیقی اور اصلی مطاع ہے۔ اور جماعت کو اس کے اصلی درجہ سے آگاہ کرنا تھا۔ سو الحمد للہ کہ بھٹکے ہوئے واپس آ گئے۔ اور اب جماعت کا ایک بڑا حصہ مسیح موعودؑ کے حقیقی درجہ سے آگاہ ہو گیا ہے۔ غیروں سے ملنے کی ناجائز اور سلسلہ کو تباہ کرنے والی کوشش رائگاں گئی اور جماعت پھر اسی سڑک پر چل رہی ہے جس پر اُسے مسیح موعودؑ نے چلایا تھا۔ غیروں کے دھوکے اور شریروں کے جادو سے اللہ تعالےٰ نے اِسے نکال لیا ہے۔ اور یہی بڑی غرض الفضل کے اجراء کی تھی ٭

دوسری بڑی غرض جماعت کو گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری میں ثابت قدم رکھنا تھا۔ اور ان خیالات کے بد اثر سے بچانا تھا جو پچھلے چند سالوں میں گورنمنٹ کے خلاف زور شور سے پھیل رہے تھے۔ کیونکہ یہ خیالات مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف تھے الفضل کو اس مطلب کے پورا کرنے میں سخت دقّتیں پیش آئیں۔ حتّٰی کہ بعض دفعہ خریدار اس پر ناراض بھی ہوئے۔ کیونکہ وہ ہوا کے رُخ بہنا چاہتے تھے۔ کانپور کی مسجد کے واقعہ اور بعض دیگر مواقع پر الفضل کے خلاف سخت جوش بھی بھڑکا۔ حتّٰی کہ دو دفعہ الفضل کے اس وقت کے فخر قوم ایڈیٹر صاحب اور ہمارے موجودہ ہادی و مرشد کو قتل کی دہمکی کے خطوط بھی آئے مگر الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو بھی پورا کر دیا۔ اور اب مبائعین ہر قسم کے شورشی خیالات سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مقصد بھی پورا ہو گیا ٭

اسلام کی جو خدمت الفضل سے ہو سکی وہ اُس نے پوری کی اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسیحی اور ہندوؤں تک نے اس کی قدر کی اور اسے خریدا ہے اور بڑے بڑے ذمہ دار غیر احمدیوں نے اس کی خدمات کا اعتراف کیا ہے ایک دفعہ ایک خریدار نے لکھا کہ گو میں غیر احمدی ہوں مگر جب الفضل نہ پہونچے۔ تو میری حالت ایسی ہوتی ہے جیسے نئے بیاہے ہوئے دولھا کی اپنی بیوی کی وفات پر اس سے آپ الفضل کے کام کا اندازہ لگا سکتے ہیں ٭

جب الفضل کے اجراء کے لئے ہمارے موجودہ خلیفہ حضرۃ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ نے حضرت خلیفہ اوّل سے اجازت طلب کی اور اس کا نام دریافت کیا تو آپنے تحریر فرمایا کہ مجھے رویا میں بتایا گیا ہے کہ الفضل نام رکھو۔ سو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ الفضل کا نام خدا نے الفضل رکھا اور اسی کا فضل ہے کہ اس نے اس اخبار کو اسم بامسمّٰی بنایا ٭

الفضل کو پچھلے سال بھی گھاٹا رہا ہے۔ اور اس سال بھی گھاٹا ہے لیکن گھاٹے سے مُراد چند پیسوں کا گھاٹا ہے۔ ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کے احسانات کی سخت ناشکری کرینگے۔ اگر کہیں کہ الفضل کو مطلقاً گھاٹا ہی رہا ہے۔ کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے امیدوار ہیں اور جو کام نیت نیک سے شروع کیا جاوے اس میں گھاٹا کبھی نہیں رہتا۔ الفضل کے مالک خدا سے نیک اجر پاینگے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ان کو اس نیک بدلہ کا پورا یقین ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں اس کام پر اپنے فضل سے دیگا۔ انکی نیک نیتی ضائع نہ جائے گی کیونکہ ہمارا خدا علیم و خبیر ہے ٭

اں تو مالی حالت الفضل کی شروع سے ہی کمزور رہی ہے، اور اب تو اپنی حد کو پہنچ گئی ہے۔ اگر الفضل اپنا خرچ آپ نکال سکتا تو اس کے مالکان اسبات پر راضی تھے کہ اسے بہر حال جاری رکھیں کیونکہ اس کے اجراء میں کبھی مالی نفع کا خیال نہیں کیا گیا وہ اب بھی اسبات پر راضی ہیں کہ اگر الفضل اپنا پورا خرچ نہ بھی برداشت کر سکے تو دو سو روپیہ سالانہ تک وہ اپنے پاس سے زائد خرچ کر کے بھی اسکے چلانے پر تیار ہیں۔ کیونکہ انکی غرض الفضل کے اجراء سے ثواب ہے اور ثواب بلا کچھ خرچ کئے حاصل نہیں ہوتا۔ مگر دقت یہ ہے کہ مشکل اس سے زیادہ ہے اور سالانہ آمد سے خرچ ایک ہزار روپیہ سے بھی زائد ہے اور یہ انکی طاقت سے بڑھ کر ہے اگر اللہ تعالےٰ ان کو توفیق دے تو جہاں تک ہم کو معلوم ہے، وہ اس خرچ کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار ہونگے ٭

ہمارے دوست کہیں گے کہ دوسرے اخبارات کیونکر چلتے ہیں اور لاہور سے اسقدر اخبارات نکلتے ہیں۔ انکو کیوں گھاٹا نہیں۔ سنئے اس کی وجہ کیا ہے۔ لاہور، مرکز تجارت کا ہے وہاں جو آسانیاں ہیں وہ قادیان میں نہیں ہیں۔ ہمیں وہاں سے کاغذ خرید کر یہاں لانا پڑتا ہے کرایہ بڑھکے وہاں کے اخبارات سے ہمیں کاغذ مہنگا ملا۔ وہاں اوّل تو دوسرے پریسوں پر سستا کام ہو جاتا ہے۔ اور اگر اپنا پریس ہے تو اس کے لئے اِتنا کام مل جاتا ہے کہ گھاٹے کی بجائے نفع ہوتا ہے۔ یہاں اس کی بجائے دوسرے پریس پر کام نہیں ہو سکتا۔ اپنا پریس اخبار کے فنڈ کو اور بھی کمزور کر دیتا ہے کیونکہ اس قدر کام نہیں کہ ایک مشین کا خرچ برداشت ہو سکے ہر مہینہ ساٹھ ستر روپیہ علاوہ اصل خرچ کے یوں ہی ضائع جاتے ہیں۔ دیگر اشیاء بھی لاہور سے کرایہ خرچ کر کے منگوانی پڑتی ہے۔

سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ وہاں کے اخبارات اپنے کالموں میں اشتہارات کی بھرمار کر کے خرچ نکال لیتے ہیں یہاں اوّل تو لوگ تعصب کی وجہ سے اشتہار دیتے نہیں اگر دیں تو اکثر اشتہار ایسے مخرب اخلاق ہوتے ہیں کہ انکو ہم لے نہیں سکتے۔ ہماری غرض تو اصلاح ہے۔ اگر ایسے اشتہارات کو درج کریں تو دعوئے اصلاح زبانی جمع خرچ سے زیادہ نہیں رہتا ٭

ایسی ہی زبردست یہ وجہ بھی ہے۔ کہ ان اخبارات کی اشاعت ہزاروں تک ہوتی ہے یہاں سینکڑوں سے متجاوز نہیں ہوتی۔ حد سے حد آٹھ نو سو تک پہنچ گئی۔ حالانکہ خرچ کو پورا کرنے والا ہمیشہ دوسرا بلکہ تیسرا ہزار ہوتا ہے۔ کیونکہ بہت سے خرچ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ایکہزار کے لئے بھی ایک ہی ہوتے ہیں۔ اور دو ہزار کے لئے بھی ایک ہی ہوتے ہیں جیسے کہ کاتب کا خرچ اور عملہ ایڈیٹر کا خرچ۔ کاتب نے کاپی لکھ دی تو خواہ ہزار چھاپو خواہ دس ہزار۔ اسی طرح دو تین ہزار اخبار شائع ہوا تو ایڈیٹر ایک ہی ہوگا یہ بات تو نہیں ہے کہ زیادہ خریداروں کی وجہ سے کئی ایڈیٹروں یا کئی میجروں کی ضرورت پیش آئے۔ گویا ایک ہزار سے اگر دو ہزار ہو جائے تو دوسرے ہزار سے قریباً ڈیڑھ ہزار روپے کی بچت ہو جاتی ہے جو پہلے ہزار کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ ان اخباروں کی خریداری کی زیادتی کی یہ وجہ ہے کہ وہ کسی خاص فرقہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے دنیاوی اخبار ہوتے ہیں ہزاروں تک خریداری پہنچ جاتی ہے پھر ایک ہی منیجر ایک ہی ایڈیٹر وہی مالک۔ انکی اغراض تجارتی ہوتی ہیں نفع کی خاطر ایک ہی شخص سب کچھ ہوتا ہے (یہ صرف چھوٹے اخبارات کا حال ہے بڑے اخبارات کے عملہ بھی بڑے ہوتے ہیں) ہمارا اخبار مذہبی ہے۔ اس کے لئے بہتر حال بہت زیادہ عملہ کی ضرورت ہے۔ مالکان اخبار اسقدر وقت نہیں دے سکتے۔ کہ آپ ہی سب کام کریں وہ صرف نگرانی مضامین اور کسی قدر مالی امداد دے سکتے ہیں۔ خود سب کام کرنے سے معذور ہیں ٭

پس یہ ہیں حالات جن کے ماتحت الفضل کی مالی حالت دوسرے مقامات کے اخبارات سے کمزور رہی ہے۔ اور کچھ یہ بھی وجہ ہوئی ہے کہ ہمیں دینی نفع کے خیال سے ایک حصہ اخبار کا مفت بھی دینا پڑتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، کہ اس نے الفضل کو ایسا موقعہ دیا ٭

ان واقعات کے ہوتے ہوئے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ الفضل کا جاری رکھنا کیسا مشکل ہے۔ ہم دوسرے اخبارات کی طرح امداد لینے کے عادی نہیں۔ اور نہ مالکان اخبار عملہ الفضل کو اسبات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ کسی کوئی اپیل شائع کرے۔ بلکہ پچھلے سال جب ایک دوست نے بعض مقامات پر الفضل کی اعانت کی تحریک کی اور کچھ چندہ جمع کیا تو حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفۃ المسیح نے (یہ واقعہ امر خلافت کے پہلے کا ہے) اس دوست کو منع کروادیا کہ آیندہ وہ چندہ جمع نہ کیا کریں۔ پس الفضل اپنے لئے کوئی ایسی اپیل بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس کے مالک اس بات کو ناپسند کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں کسی ذاتی ملکیت والے اخبار کے لئے ایسی اپیل مناسب نہیں۔ پس اب الفضل کا اجراء اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے ورنہ ظاہری سامان بہت کچھ مخالف ہیں۔ ہاں ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کہ جب تک الفضل کا وجود مفید ہے وہ اس کے اجراء کی کوئی نہ کوئی صورت کرتا ہی رہے گا ٭

چونکہ ہم نہیں جانتے کہ دوسرا سال اخبار پر چڑھے گا یا نہیں (گو ہمیں امید واثق ہے کہ مالکان اخبار کی طرف سے اسکے جاری رکھنے میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ) اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہوسکے اخبار کو مفید بنائیں تاکہ وہ اپنے ایام زندگی میں ہر طرح نافع ثابت ہو۔ ہم نے اپنے بہت سے دوستوں سے شکایت سنی ہے کہ الفضل کا موجودہ سائز اور کاغذ اچھا نہیں ہے ہم چاہتے کہ اس عذر کو بھی توڑ دیں اور چاہتے ہیں کہ الفضل کو پھر پہلے سائز اور پہلے کاغذ پر چھاپنا شروع کر دیں۔ اسکے لئے یہ تدبیر ہوسکتی ہے کہ چھ ماہ پورے ہونے پر جو اٹھارہ دسمبر کو ختم ہونگے۔ الفضل پہلے سائز پر نکلے اور بجائے دس صفحہ کے آٹھ صفحہ پر نکلے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ الفضل کے اصل صفحات اب بھی آٹھ ہی ہیں دو صفحہ صرف ہم نے اپنی خوشی سے زائد کر دئے ہیں چونکہ صفحہ بڑے ہو جائینگے۔ اسلئے جتنا مضمون اس وقت دس صفحہ میں آتا ہے آٹھ میں آئیگا یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دس سے گھٹا کر آٹھ صفحہ کسی فائدہ کیلئے نہیں کئے جاتے بلکہ الفضل کے پہلے سائز کے آٹھ صفحوں پر موجودہ سائز کے دس صفحوں سے بھی ایک سو اسی روپیہ زائد خرچ ہوگا۔ اور اس طرح گویا دفتر کو قریباً چار سو روپیہ زائد خرچ کرنا ہوگا (کیونکہ سردست بھی دو صفحہ زائد دئے جاتے ہیں۔) لیکن ہمیں یہ تسلی ہوگی کہ خریداروں کو اس سے خوشی حاصل ہو جائیگی۔ اور انہیں کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ رہیگا ٭

پس ہم دوستوں سے چاہتے ہیں کہ وہ بہت جلد ہمیں اسبات سے اطلاع دیں کہ آیا الفضل کا سائز بدل کر پہلا سائز کر دیا جائے تو انہیں وہ پسند ہے، یا موجودہ چھوٹا سائز۔ احباب کا رجحان جس طرف زیادہ ہوگا اسی کے مطابق انشاء اللہ عمل کیا جائیگا اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ سائز شاندار اور الفضل کی شان کے مطابق ہے اور موجودہ سائز بہت چھوٹا ہے ٭

پس ضرورت ہے کہ احباب بہت جلد اپنی آراء سے مطلع فرما دیں اور بجائے الفضل کی ہستی کے خطرات پر افسوس کرنے کے ہمیں اس امر میں مشورہ دیں تاکہ ہم جلد سامان کر سکیں کیونکہ اب ایک ماہ سے بھی کم وقت باقی رہگیا ہے یعنی چھ ماہ کے ختم ہونے میں ٭

بعض احباب کو شاید یہ دقت معلوم ہو کہ اسطرح درس کی جلد نہ بندھ سکیگی ایسے احباب کو مطلع رہنا چاہیئے کہ پہلے درس بڑے سائز کے صفحات پر نکلتا رہا ہے پس یہ سائز اور وہ سائز مل جائیگا بیچ کے صفحات کے لئے یہ تجویز ہوسکتی ہے کہ انکو بڑے سائز پر دوبارہ چھپوا کر قریباً لاگت پر ہم خریداروں کو دیدیں تو سب درس بڑے سائز پر آجائیگا۔ دوسرے یہ بات ہے کہ عنقریب درس پہلے پارہ کا نکلنے والا ہے اسلئے گویا ابتداء قرآن کریم سے بڑے سائز پر درس آجائیگا اور جبتک خدا چاہے اسی سائز پر چلتا رہے گا۔ کاغذ بھی نسبتاً اچھا ہو جائیگا انشاء اللہ اور جلد بندھ سکیگی مگر یہ فیصلہ خریداروں کی رائے پر منحصر ہے ٭

ہم آخر میں اپنے خریداروں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہماری ان کوششوں کے مقابلہ میں وہ اول تو دعا کریں کہ خدا تعالےٰ الفضل کے مالکوں اور سرپرستوں کو الفضل کے چلانے کی توفیق دے۔ دوم وہ اسبات کی کوشش کریں کہ الفضل کی خریداری میں ترقی ہو جائے۔ کیونکہ جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں اگر دو ہزار خریدار ہو جائے تو الفضل انشاء اللہ اپنا بوجھ آپ اٹھانے کے قابل ہو جائیگا۔ اور اگر سب خریدار ملکر کوشش کریں تو یہ کچھ مشکل نہیں۔ ہمارے ایک دوست محمد اکبر صاحب مقیم ڈیرہ غازیخان نے کوشش کرکے پانچ چھ خریدار چند دن میں دئے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہر ایک شخص کے ہاتھ میں الفضل ہو۔ ڈیرہ غازیخاں جیسے غیر آباد علاقہ میں محمد اکبر خانصاحب کو اگر اسقدر خریدار مل سکتے ہیں تو دوسرے خریدار بھی اگر کوشش کریں تو انہیں کیوں خریدار نہیں مل سکتے۔ ہاں کوشش شرط ہے اگر احباب کوشش کریں تو نئے سائز کے ساتھ اخبار کی مالی حالت بھی بہتر ہو جائے۔ خدا کرے ایسے باہمت دوست پیدا ہو جائیں کیونکہ یہ کام ایک دو آدمیوں کا نہیں بلکہ سینکڑوں آدمیوں کا ہے اگر وہی دوست جو ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کوشش کرکے بیٹھ جائیں تو چنداں فائدہ نہیں۔ ضرورت ہے کہ ایک متحدہ اور سرگرم کوشش کی اور ضرورت ہے دعا کی تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی کوششوں میں برکت دے ٭

جلسۂ سالانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سال جو زلزلہ جماعت احمدیہ پر آیا۔ اُس سے آپ صاحبان خوب آگاہ ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو بچالیا۔ اور سخت خوف کے بعد پھر اس کو ایک امام کے ماتحت جمع کرکے تفرقہ اور پریشانی سے بچالیا۔

اب ایک ایسا موقعہ قریب آرہا ہے۔ جب دنیا پر یہ ظاہر ہوجائیگا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس زلزلۂ عظیم سے محفوظ نکل آئی ہے۔ وہ موقعہ سالانہ جلسہ کا موقعہ ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہ جلسہ اسقدر شان اور رونق کے ساتھ ہوگا۔ کہ دشمن دیکھ کر مایوس ہوجاویں گے۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقعہ پر دشمنوں کو یہ امید پیدا ہوئی تھی۔ کہ اب یہ سلسلہ ٹوٹ جائیگا۔ لیکن جب انھوں نے خلیفہ اول کے وقت کا پہلا جلسہ ہی دیکھا۔ تو ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اب انھوں نے دیکھا ہے کہ سلسلہ احمدیہ پر دوسرا خطرناک زلزلہ آیا ہے۔ اور اس زلزلہ کے بعد پھر ان کو امیدیں پیدا ہوگئیں۔ کہ اگر پہلے زلزلہ سے یہ جماعت شکستہ نہیں ہوئی تھی۔ تو موجودہ زلزلہ سے تو ضرور یہ جماعت متفرق ہوکر پاش پاش ہوجائے گی۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اب دوسری دفعہ بھی انکو ایسی ہی مایوسی حاصل ہوگی جیسی کہ پہلی دفعہ حاصل ہوئی تھی اور ان کو معلوم ہوجائے گا۔ کہ چند آدمیوں کے جدا ہونے نے اس سلسلہ کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ ان لوگوں کی جدائی نے احمدی جماعت میں تازہ روح پھونک دی ہے اور نیا جوش پیدا کردیا ہے۔ اس لئے میں اس تحریر کے ذریعہ اپنے احباب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس موقعہ پر اپنی وحدت۔ اور جمعیت کا پورا نقشہ دنیا کو دکھائیں۔ تمہارے دشمنوں کی آنکھیں اب جلسہ سالانہ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ آنے والے جلسے میں گذشتہ زلزلہ کے آثار دیکھنے کے منتظر ہیں۔ پس تم ان کو یہ دکھادو۔ کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور خدائے تعالیٰ ان زلزلوں کو اس لئے لاتا ہے۔ تا دنیا کو معلوم ہو کہ یہ سلسلہ انسانی سلسلہ نہیں۔ بلکہ خدائی سلسلہ ہے۔ اور خدا کا طاقتور ہاتھ اس کی حفاظت کررہا ہے۔ اور کوئی طوفان اس سلسلہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ دشمن کو اپنی طاقت کا دکھانا بھی ایک ثواب کا کام ہے۔ ایک صحابی کا ذکر ہے۔ کہ وہ ایک جنگ کے موقعہ پر اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضؓ سے فرمایا۔ کہ اس قسم کی چال یوں تو خدا تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ اور خدائے تعالیٰ ایسی چال سے نفرت کرتا ہے۔ مگر اس موقعہ پر یہی چال خدائے تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اور وہ اس کو دیکھ کر خوش ہے۔ کیونکہ اس کی یہ چال تکبر کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ دشمن کے سامنے اپنی طاقت کا اظہار کی نیت سے ہے۔ پس تم بھی آنے والے جلسہ کے موقعہ پر سلسلہ کے تمام بدخواہوں کو اپنی طاقت۔ وحدت اور جمعیت کا نظارہ دکھادو عاشقوں کی طرح قادیان کی طرف دوڑو۔ اور دیوانوں کی طرح اس مقدس زمین کو آکر چومو۔ اور دنیا کو دکھادو۔ کہ

زمینِ قادیاں اب محترم ہے

ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

چاہئے۔ کہ دشمن تمھاری محبت کو دیکھ کر شرمندہ ہوجاویں اور لوگ تمھارے عشق کا مشاہدہ کرکے حیرت میں ڈوب جائیں۔ اور تعجب سے کہیں کہ یہ کیا ہی عجیب قوم ہے۔ کہ ہر ایک ابتلا کے وقت یہ آگے ہی قدم بڑھاتی ہے اور سخت سے سخت زلازل سے بھی ان کی استقامت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور وہ حیرت زدہ ہوکر کہیں کہ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے ان پر کیا جادو کردیا ہے دیوانوں کی طرح قادیان کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ پس میری التماس آپ صاحبان کی خدمت میں یہ ہے۔ کہ آپ خود بھی جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش فرماویں اور دوسرے احباب کو بھی شامل ہونے کی ترغیب دیں۔

دوسرا سوال جس کی طرف آپ صاحبان کی توجہ کا پھیرنا ضروری ہے۔ وہ اخراجات کا سوال ہے۔ جلسہ کے لئے ہر ایک چیز کا قبل از وقت مہیا کرنا ضروری ہے جس کے لئے روپے کی ضرورت ہے آپ صاحبان نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ سن لیا تھا۔ کہ انجمن کے اکثر صیغے مقروض ہیں۔ گذشتہ سال ہی آمد کی کمی کی وجہ سے اخراجات چلانے مشکل ہوگئے تھے۔ چنانچہ کئی ہزار روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کی معرفت قرض لیا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس قرضہ کا بڑا حصہ تو ادا ہوگیا ہے۔ مگر اخراجات کی وجہ سے ایسی ہی دقت اب محسوس ہورہی ہے۔ جیسی کہ گذشتہ سال۔ بلکہ اس سال چونکہ گذشتہ قرضہ بھی ادا کرنا تھا۔ اور حضرت صاحبؓ کی علالت اور وفات کی وجہ سے مہمانوں کی بھی کثرت سے آمد و رفت رہی اور پھر اسکے ساتھ جماعت میں بعض دوستوں کی بدولت ایک فتنہ برپا ہوگیا۔ اس لئے انجمن کے کارکنوں کو گذشتہ سال کی نسبت زیادہ دقت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اب جبکہ وہ دقتیں ابھی باقی ہیں۔ جلسہ کے لئے انتظام کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ جس کے لئے اڑھائی تین ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ پس دوستو! اب آپ کو دوہری ہمت کرنی پڑے گی۔ نہ صرف جلسہ کے انتظام کے لئے فوراً اڑھائی تین ہزار روپیہ فراہم ہونا چاہیئے۔ بلکہ موجودہ مشکلات کے حل کرنے کے لئے بھی اس وقت دس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ اور ماہوار چندے ماہواری اخراجات ادا کرنے کے لئے اس سے علاوہ ہونے چاہئیں۔ اگر آپ صاحبان اس روپیہ کے فراہم کے لئے کمر ہمت باندھیں گے۔ تو خدا تعالیٰ خود آپ کی مدد فرمائے گا۔ اور آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

وما تنفقوا من خیر یوفّ الیکم وانتم لا تظلمون

شیر علی سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۳- نومبر ۱۹۱۴ء کو دیا

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم - وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون ۸ - ۳۳

دنیا میں تین قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ بعض انسان ایک دفعہ حکم سنکر پوری طرح اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔ بعض کے دلوں میں بار بار دہرانے سے نیکی اور بھلائی کا خیال پیدا ہوتا ہے کچھ اور لوگ ہوتے ہیں۔ جو بار بار کہنے سے بھی توجہ نہیں کرتے۔ لیکن اگر سختی سے ان کو کہا جائے۔ تو وہ مان لیتے ہیں۔ کچھ ان سے بھی سخت طبائع ہوتی ہیں۔ وہ سختی سے کہنے سے بھی نہیں مانتیں۔ بلکہ ڈرادا اور خوف انکو بتایا جائے۔ تو سمجھ جاتی ہیں۔ اور پھر کچھ طبائع ایسی بھی ہوتی ہیں۔ کہ دوسروں کو سزا بھگتے دیکھ کر سچائی کو قبول کرلیتی ہیں۔ مگر کچھ لوگوں کے دل ایسے سخت ہوتے ہیں۔ کہ جب تک خود ان پر ہی مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔ ان کے دل نرم نہیں ہوتے ان میں سے وہ جماعت جو بلا کسی جھڑکی - سرزنش دھمکی - ڈراوے سزا کا نظارہ دیکھے اور اپنے اوپر مصیبت آنے کے ہدائت کو قبول کرلیتی ہے وہ نہائت اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ اور پھر اس سے اتر کر جسطرح کوئی جماعت ہدائت کو قبول کرتی ہے۔ اسی کے مطابق اُسکا درجہ ہوتا ہے مومن انسان کو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ میں کس جماعت میں شامل ہوں۔ اسمیں تو کچھ شک ہی نہیں۔ کہ جو شخص بلا کسی قسم کی سرزنش کے بات مان لیتا ہے۔ وہ اس کی نسبت جو مار کھا کر مانتا ہے۔ باعزت ہوتا ہے۔ اور جو دھمکی سے یا مار کی وجہ سے مانتا ہے۔ وہ گرے ہوئے اخلاق کا انسان ہوتا ہے۔ اس لئے مومن کو باعزت جماعت میں ہی شامل ہونا چاہیئے۔ وہ انسان جو قید خانہ میں جا کر کہے۔ کہ اب میں بات مان لیتا ہوں۔ وہ بہت ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کی نظروں میں اس کی کچھ عزت نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ فوراً کسی پر اپنا عذاب نازل نہیں فرماتا۔ بلکہ ڈھیل دیتا ہے۔ اور بار بار ڈھیل دینے کے بعد بھی جب کوئی انسان نیکی اختیار نہیں کرتا۔ تو خدا تعالیٰ سزا کا طریق استعمال کرتا ہے پہلے صرف نصیحت اور ذکر ہی فرماتا ہے۔ مگر جب لوگ نہیں مانتے۔ تو عذاب نازل کرتا ہے۔

پھر اس عذاب کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ اسکا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بلکہ مشکل بھی نہیں۔ کیونکہ مشکل کو بھی انسان حل کر ہی لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ تو ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی کر سکے۔ خدا کی طرف سے ایک ذرہ تکلیف کو بھی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر ہزاروں خدا کے عذاب کی راہیں ہیں۔ بیماریاں ملکوں کے ملک ویران کر دیتی ہیں۔ قحط سے لوگوں کے برے حال ہوتے ہیں وہی اولاد جس کے لئے وہ ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں راتوں جاگتی ہے لیکن قحط کے دنوں میں خدا کا ایسا سخت عذاب نازل ہوتا ہے۔ کہ لوگ اپنے بچوں کو بھی کھا جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے کہ کسی شخص نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ قحط کے دنوں میں ہم کشمیر جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ ہم نے دیکھا۔ کہ آگ جلا کر کسی نے بچے کو بھون کر کھایا ہے۔ اور اس کی ایک ران پھر کھانے کے لئے رکھی ہوئی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی گرفت اور عذاب کے وقت لوگ سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے عذاب کوئی معمولی عذاب تو ہوتے نہیں۔ ان کا مقابلہ انسانوں کی تکلیفوں اور عذابوں سے کرنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔ خدا تعالیٰ کے عذاب کے وقت کوئی پیاری سے پیاری چیز کسی کو پیاری نہیں رہتی۔ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امری منھم یومئذ شان یغنیہ۔ ع ۳ عبس۔

بھائی بھائیوں کو۔ ماں باپ۔ بیٹوں کو۔ بیٹے ماں باپ کو۔ بی بی خاوند کو۔ خاوند بیوی کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی اپنی حالت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور کوئی کسی کی مدد کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یوں جو لوگ جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اسوقت ذرا بھی کام نہیں آتے۔ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بالکل اور چیز ہے۔ اور انسانی عذاب اور چیز۔ پھر بہت بڑا احمق ہے۔ وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نازل ہونے کی ترتیب نہیں دیکھتا اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ عذاب نازل کرتا ہے۔ جسطرح وہ رب ہونیکی وجہ سے آہستہ آہستہ ربوبیت کرتا ہے اسی طرح عذاب بھی نازل کرتا ہے۔ لیکن جب عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ ایسی خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔ کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہوتی۔ تم خوب یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے قرآن شریف نے دو طریق بیان فرمائے ہیں۔ جو آئت میں نے پڑھی ہے۔ اسی میں یہ دو طریق درج ہیں

اول یہ کہ جس قوم میں نبی موجود ہو۔ اس پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ یہ تو نبی کا جسمانی طور پر فائدہ ہے۔ جو لوگوں کو ہوتا ہے۔ تو ایک نبی کا زمانہ ہو تو بھی خدا اس کی وجہ سے اُس کی جماعت کو بچائے رکھتا ہے۔ اور جماعت کیا نبی سے جسمانی تعلق رکھنے والے کفار کو بھی بچاتا ہے۔ دوسرا انسان گناہ کر کے خدا تعالیٰ سے بخشش مانگے تو بھی عذاب سے بچ جاتا ہے حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان توبہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میرے بندے کی حاجت پوری کردو۔ کیونکہ اس کو یقین ہے۔ کہ میں گناہ معاف کرتا ہوں۔ اسی لئے میرے پاس آیا ہے۔ اب میں ضرور اس کے گناہ معاف کردوں گا۔ تو دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر انسان استغفار کریں۔ اپنے گناہوں کے متعلق معافی کے طلبگار ہوں اپنے اندر عذاب سے بچنے کے لئے صلاحیت پیدا کریں۔ تو ایسی حالت میں بھی خدا تعالیٰ ان پر رحم کر دیتا ہے۔ پہلی صورت تو کسی کسی زمانہ میں ہی میسر ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ زمانہ ہو۔ تو لوگوں کو دوسرا طریق ہی اختیار کرنا چاہیئے۔ یعنی اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کے لئے خدا کے حضور گرنا چاہئے۔ آج کل کا زمانہ بھی بڑا نازک ہے۔ ایک طرف دینی دنیاوی اور روحانی ابتلاء ہیں۔ تو دوسری طرف عزتیں جانیں اور مال ابتلاء میں ہیں۔ دین کا یہ حال ہے۔ کہ روز بروز کمزور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ روحانیت کا یہ حال ہے کہ ایسے ایسے گندے اور مخرب الاخلاق سامان دن بدن پیدا ہو رہے ہیں۔ جو روحانیت کو تباہ اور معدوم کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جانوں اور جسموں کا یہ حال ہے۔ کہ ہزاروں قسم کی بیماریاں اور تباہیاں پھیل رہی ہیں۔ عزت کا یہ حال کہ لڑائیوں نے سینکڑوں کو نہیں بلکہ ہزاروں ایسے لوگوں کو جو بڑی عزت اور توقیر رکھتے تھے معمولی انسان بنا دیا ہے غرضیکہ کوئی عذاب کا ایسا طریق نہیں جو باقی رہا ہو۔ دین برباد ہو رہا ہے۔ روحانیت تباہ ہو رہی ہے۔ حکومتیں مٹ رہی ہیں۔ عزتیں کھوئی جا رہی ہیں۔ مال و دولت لوٹی جا رہی ہے۔ تو ایسے وقت میں بھی اگر کوئی انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا تو اور کونسا وقت آئیگا۔ جبکہ وہ کرے گا۔ تم خوب یاد رکھو۔ کہ آجکل عذاب کے دن ہیں۔ ان دنوں میں انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور بہت زیادہ گرنا چاہئے۔ قادیان کے قریب ہی طاعون ہے اور سخت ہے اسے یہاں آتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی۔ لیکن تمہارے پاس ایک ہتھیار ہے۔ اس کو اگر تم چلاؤ۔ تو وہ کبھی یہاں آنے کا نام بھی نہیں لے سکتی۔ وہ استغفار کا ہتھیار ہے۔ اگر کامل اصلاح کر کے توبہ میں لگ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ پھر ہم عذاب

نہیں دیتے۔ اللہ تعالےٰ سے سچا تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا کی حکومتیں وعدہ کرتی ہیں۔ تو لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جب خدا تعالےٰ وعدہ کرے تو پھر کیوں بندہ خوش نہ ہو۔ سو تمہارے پاس ایسا ہتھیار ہے جو کسی حکومت اور کسی زبردست سے زبردست انسان کے پاس نہیں ہے۔ حکومتیں ہزارہا روپے صرف کر چکی ہیں ڈاکٹروں نے بڑی بڑی عمریں اس پر صرف کر دی ہیں۔ کہ طاعون کا علاج معلوم ہو۔ لیکن جب آتی ہے تو کسی کی اس کے سامنے پیش نہیں جاتی۔ مگر تمہارے پاس وہ علاج ہے۔ کہ اگر تمام دنیا اس کو استعمال کرے۔ تو ساری دنیا پر ہی طاعون کا نام و نشان نہ رہے اور وہ علاج استغفار ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکہ ہے۔ کہ جو انسان لگائے۔ اسکے قریب بھی طاعون نہیں آسکتی۔ پھر جس جگہ کے لوگ لگائیں وہاں بھی نہیں آسکتی۔ پھر جس ملک کے لوگ لگائیں۔ وہاں بھی نہیں آسکتی۔ پھر ساری دنیا لگائے۔ تو یہ دنیا سے ہی معدوم ہو سکتی ہے۔ اور یہی ایک بلا نہیں۔ جو آجکل نازل ہو رہی ہے۔ بلکہ قحط بھی پڑ رہا ہے۔ اگرچہ قریباً ۸ ماہ سے غلہ ہندوستان سے باہر نہیں جاتا۔ لیکن پھر بھی گرانی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور گورنمنٹ قحط الاؤنس دے رہی ہے۔ اور اس بات پر غور کیا جا رہا ہے کہ کیوں غلہ مہنگا ہو رہا ہے۔ یہ تو ظاہری ابتلاء ہیں۔ جو اسوقت پوشیدہ ہیں۔ مگر ظاہر ہونے والے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ اس کو زلزلے پہ زلزلے آئیں گے۔ بہت مضبوط دل والے انسان قائم رہیں گے۔ اور کمزور دل والے تو کہہ اٹھیں گے۔ کہ نعوذ باللہ یہ سلسلہ ہی جھوٹا ہے دیکھو ایک دو زلزلے ہی کیسے خطرناک آئے ہیں۔ کہ کئی لوگ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ پھر چند دنوں سے میں متواتر دیکھ رہا ہوں۔ کہ کچھ ابتلاء آنے والے ہیں۔ قریباً مہینہ ہونے کو ہے کہ مختلف ابتلاؤں کا مجھے پتہ تبلایا گیا ہے۔ ان سب کا علاج صرف یہی ہے۔ کہ استغفار کیا جائے۔ اور اپنی اصلاح کی جائے اللہ تعالےٰ کا عذاب بندوں کی طرح نہیں ہوتا۔ کہ بس پیچھے ہی رکھ دیتا ہے۔ بلکہ اگر انسان اصلاح کرے تو عذاب دور بھی ہو جاتا ہے۔ پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ استغفار میں لگ جاؤ اور دعاؤں میں مشغول ہو جاؤ۔ ابتلاؤں کے دور کرنے کے ذریعہ قرآن شریف نے جو بیان فرمائے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ نماز۔ روزہ اور صدقہ۔ اور یہ بڑا مجرب نسخہ قرآن شریف جیسی اعلیٰ نسخوں والی کتاب کا ہے۔ اس کے علاوہ استغفار کے بڑے مدارج ہیں۔ لیکن استغفار منہ سے ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ عمل سے بھی اسکا ثبوت دینا چاہیئے۔ پس تم نماز۔ روزہ۔ صدقہ اور توبہ میں لگ جاؤ۔ اور پیشتر اس کے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب آئیں۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لو۔ ان علاجوں میں سے جس جس کی کسی کو توفیق ہے وہ اس پر عمل کرے۔ یاد رکھو۔ کہ اگر تم تبدیلی پیدا کر لو گے۔ تو خدا تعالےٰ تم کو ہر ایک قسم کے ابتلاؤں سے بچا لیگا۔ اور اگر کوتاہی کرو گے۔ تو میں تو بڑے بڑے طوفان دیکھ رہا ہوں۔ تمہاری جماعت پہلے ہی کمزور ہے۔ اگر اس پر کچھ اور بوجھ پڑ گیا۔ تو پھر تم جانتے ہی ہو۔ کہ کیا حالت ہوگی۔ پس جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ سن لیں۔ اور جو نہیں بیٹھے ان کو سنا دو۔ اب وقت ہے۔ کہ کچھ کر لو۔ یہ خدا تعالےٰ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ کہ اس نے تم کو پہلے بتا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور عذاب کے نظارے دنیا میں دکھانا چاہتا ہے اور جو لوگ ان لوگوں کی مشابہت اختیار کریں گے۔ جن کے لئے عذاب نازل ہونے والا ہے۔ ان پر عذاب آئیگا۔ اس لئے تم آج ہی سے تبدیلی پیدا کرنی شروع کر دو۔ اور جس کو خدا نے توفیق دی ہے۔ صدقہ دے۔ اور جس کو طاقت دی ہے۔ روزے رکھے۔ اسوقت کے سوا اور کونسا وقت آئیگا۔ جبکہ تم اصلاح کرو گے۔ عذاب آجانے کے بعد پھر کوئی موقعہ اصلاح کا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی چور چوری کی نیت کر کے گھر سے نکلے۔ اور وہ راستہ ہی سے پلٹ آئے۔ تو وہ بچ سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چور سینده لگاتا ہوا پکڑا جائے۔ اور وہ اسوقت کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ تو کبھی نہیں بچ سکتا۔ پس اسوقت کو غنیمت جانو اور جسقدر بھی اپنی حالتوں میں تغیر پیدا کر سکتے ہو۔ کر لو۔ جبوقت بڑے عذاب آتے ہیں۔ اسوقت خدا تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے بھی کھلے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی انسان اس کے حضور گر جائے تو وہ عذاب اس کے لئے فضلوں کا باعث ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو ابتلاؤں سے بچائے اور بجائے تنزل کے ترقی عطا فرمائے۔ اور ہماری کمزوریاں دور کر کے ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے ہر ایک فرد پر اس دنیا میں اور مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد بھی اپنے افضال نازل فرمائے۔ اور جماعت کو ہر قسم کے تفرقہ اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس قسم کے نشان

حضور کے اپنے الفاظ میں

(۱) "خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں ؏

(۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے ؏

(۳) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے ؏

(۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں ؏

(۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں ؏

(۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا ؏

(۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے، کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہینگے۔ اور دنیا میں اکثر وہ اور انکی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا ان پر ثابت ہو کہ جو خدا کیطرف سے آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا ؏

(۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے ؏

(۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے، کہ تیرا انکار کیا جائیگا اور لوگ تجھے قبول نہیں کرینگے پر میں تجھے قبول کرونگا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کرونگا ؏

(۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور **تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا**۔ جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکونگا وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا ؏

وتلک عشرۃ کاملۃ۔

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب۔ شمال اور جنوب میں پھیلیگا اور دنیا میں **اسلام سے مراد یہی سلسلہ** ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" ؏

دعوت الی الخیر

انگریزی اشتہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں، جو آج بڑی وضاحت اور صفائی سے پوری ہو رہی ہیں۔ آج سے بہت عرصہ پہلے مشتہر ہو چکی ہوئی تھیں۔ اور لوگوں نے سن لی تھیں لیکن وہ ان کو معمولی باتیں سمجھ کر اپنے ذہن سے نکال چکے تھے اور اب کسی کو ان پر توجہ کرنے کا خیال تک بھی پیدا نہ ہوتا تھا۔ اس لئے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا تھا۔ کہ اب جبکہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ تو ان کی یاد کو لوگوں کے دلوں میں تازہ کریں تا کہ اگر کوئی سعید روح ہو۔ تو وہ فائدہ اٹھالے۔ الفضل میں مفصل طور پر ان کا ذکر کیا گیا جو کہ صرف اردو خوان لوگوں کے لئے مفید ہو سکتا تھا۔ اور دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اس سے محروم رہتا تھا۔ اس لئے انجمن ترقی اسلام نے ایک دو ورقہ اشتہار انگریزی میں چھپوا کر شائع کیا۔ جس میں بہت مختصر طور پر چند ایک ان پیشگوئیوں کا ذکر تھا جو کہ پوری ہو چکی ہوئی ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں طاعون کا پھیلنا۔ ڈاکٹر ڈوئی کا ہلاک ہونا۔ وغیرہ۔ اور براہین حصہ پنجم کے ان اشعار کا ترجمہ جن کی آجکل کے واقعات حرف بحرف تصدیق کر رہے ہیں۔ اور وہ پیشگوئیاں جن کی صداقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے اور کچھ آئندہ کے متعلق پیشگوئیاں درج کی گئی تھیں۔ اس کو ولایت میں کثرت سے تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہندوستان میں بھی اس کی خوب اشاعت کی گئی ہے۔ جو کہ بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ یورپین لوگ بڑی توجہ اور غور سے اس کو پڑھتی ہیں۔ اس دو ورقہ انگریزی اشتہار کی طرف انگریزی خوان لوگوں کے دست اشتیاق بڑھتے ہوئے معلوم کر کے ہمیں ان لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہو رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن ان میں اسلام کی کوئی صفت نہیں پائی جاتی۔ انہوں نے ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء کو ایک برگزیدہ خدا کے منہ سے یہ الفاظ سنے تھے۔ کہ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"۔ اور ۲۸ اپریل ۱۹۰۷ء کو اسی رسول خدا نے ان کو یہ سنایا تھا۔ کہ "یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہو گی" لیکن ان کی آنکھوں پر آج بھی جبکہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ غفلت ہی چھائی ہوئی ہے۔ اس وقت جبکہ یہ پیشگوئیاں شائع ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے نہ سمجھی تھیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں وہ نور فراست ہی نہ تھا جس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی کلام سمجھی جا سکتی ہے۔ لیکن اب کوئی کیا کہے گا۔ جبکہ وہ لوگ بھی جو حضرت مسیح موعود کا نام تک نہیں جانتے۔ جب ان کے سامنے ان پیشگوئیوں کو رکھا جاتا ہے۔ تو بڑی توجہ اور غور سے ان کے لفظ لفظ کو پڑھتے اور فوراً کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ یہ تو پوری ہو گئی ہیں۔ کیا یہ باتیں ان لوگوں کے لئے جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ تازیانہ عبرت نہیں ہو سکتیں۔ وما یعقلها الا العالمون۔

مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب اس دفعہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے بموجب تبلیغ سلسلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تو ان کو اس انگریزی اشتہار کی کچھ کاپیاں تقسیم کرنے کے لئے دیگئی تھیں۔ اس اشتہار کے متعلق ایک ہی جگہ جو چرچا ہوا ہے۔ وہ مفتی صاحب کے تازہ خط سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ کہ "میں احمد آباد کے سٹیشن پر بینچ پر بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک انگریز میرے دائیں بیٹھا ہوا اس دو ورقہ کو پڑھ رہا ہے۔ اور ایک بائیں بیٹھا ہوا کسی اور انگریز کے پاس اس اشتہار کو دیکھ کر یہ دونوں خود میرے پاس آئے۔ اور اشتہار طلب کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض حالات دریافت کئے۔ اور گفتگو ہوتی رہی۔ اس اشتہار کو اکثر انگریز بڑے غور سے پڑھتے ہیں"۔ اللہ اللہ وہ لوگ جن کو اب تک اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ خدا کا مسیح دنیا میں آیا ہے۔ ان کو جب ایک دو ورقہ اشتہار نہایت مختصر عبارت میں دیا جاتا ہے۔ تو وہ محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ اور بڑے شوق سے مطالعہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے ایک دن نہیں دو دن نہیں سال نہیں دو سال نہیں بلکہ متواتر کئی سال مسیح موعود کی مفصل کلام کو سنا اور اب بھی سن رہے ہیں وہ کچھ توجہ نہیں کرتے۔ اور انہیں ان باتوں پر غور و فکر کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ انگریزوں کو ہم انگریزی میں ترجمہ کر کے حضرت مسیح موعود کی کلام پہنچاتے ہیں۔ اور گو کتنا ہی صحیح اور اعلیٰ ترجمہ کیا جائے پھر بھی اس میں وہ شان کہاں پیدا ہو سکتی ہے۔ جو ان الفاظ میں ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی زبان پر جاری کروائے لیکن کلام کی صداقت انہیں تو اسبات کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔ کہ وہ پکار اٹھیں۔ ان ھذا لشئ عجیب مگر افسوس کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی زبان کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ "کہ ایک انگریز نے مجھ سے یہ اشتہار لیا۔ اور لیکر پڑھتا رہا۔ میں اسباب رکھوا کر جب اس کے پاس گیا۔ تو وہ آخری صفحہ پر "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" والی عبارت پر انگلی رکھ کر مجھ کہنے لگا۔ کہ یہ نبوت تو پوری ہو گئی۔ میں نے کہا بیشک پھر "یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہو گی"۔ والی پیشگوئی پر انگلی رکھ کر خود ہی کہنے لگا۔ کہ پلیگ سے مراد کثرت موت ہے۔ یہ بھی پوری ہو گئی"۔ کیا یہ باتیں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنی آنکھوں پر غفلت اور خود فراموشی کی پٹی باندھ لی ہے۔ اور جنہوں نے اپنے دلوں پر جہالت اور ہٹ دھرمی کے پردے ڈال لئے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے کان حق و حکمت کی باتوں کے سننے سے بند کر لئے ہیں۔ عبرت اور نصیحت کا سبق نہیں دے رہیں۔ کہ یہ پیشگوئیاں کس طرح ایک انگریز سے اپنی صداقت منوا رہی ہیں۔ اور یہ انگریز کوئی ان پڑھ نہیں ہے۔ بلکہ احمد آباد کا سٹیشن ماسٹر ہے۔ کیا ان لوگوں میں اسلام کی اتنی روح بھی باقی نہیں رہی۔ کہ ایک حق بات کی گواہی دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ العجب۔ العجب ٭

مفتی صاحب اس انگریز کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ اس سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ جسکا اس کے چہرہ پر خاص اثر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ مہربانی کر کے میرا پتہ لکھ لیں۔ اور اپنے سلسلہ کی اور کتابیں مجھے پڑھنے کے لئے ضرور بھیجیں۔ میں انہیں پڑھوں گا۔ مفتی صاحب نے اپنی نوٹ بک اس کے سامنے رکھدی۔ اور اس پر اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا ایڈریس لکھدیا۔ پھر سٹیشن کے بہت سے لوگوں سے جا کر اس نے نبی احمد کا ذکر کیا اور کئی ایک انگریز اور دیسی مفتی صاحب کے پاس اشتہار لینے کی غرض سے آئے۔ سٹیشن پر خوب چرچا ہو رہا ہے۔ ایک اور انگریز کی نسبت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس نے کسی اور شخص کے ہاتھ میں اس اشتہار کی سرخی کو پڑھا۔ اور اس سے یہ معلوم کر کے کہ میں یہ اشتہار تقسیم کر رہا ہوں میرے پاس آیا۔ اور بڑے ادب سے میرے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ بزرگ آدمی! کیا آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ کیا یقیناً آپ خدا کے نبی ہیں؟ (اس نے یہ سمجھا۔ کہ مفتی صاحب ہی یہ پیشگوئیاں کرنیوالے ہیں) مفتی صاحب نے اس کو اصل حالات سے آگاہ کیا۔ تو پھر وہ بڑے غور سے اشتہار کو پڑھنے لگ گیا ٭

یہ ہے اس دو ورقہ اشتہار کا جسکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے ایک ابتدائی اثر۔ اور اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آج کل لوگوں کی طبیعتیں کس توجہ اور غور سے حضرت مسیح موعود کی باتوں کو سننے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ باتیں ہمارے لئے اس امر کی محرک ہو رہی ہیں۔ کہ ہم اچھی طرح ان لوگوں تک آپ کی کلام کو پہنچانے کا انتظام کریں۔ تا کہ جو سعید روحیں ہیں۔ وہ فائدہ حاصل کر سکیں ٭

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں ۔ سورۃ الضحیٰ
بقیہ رکوع اول
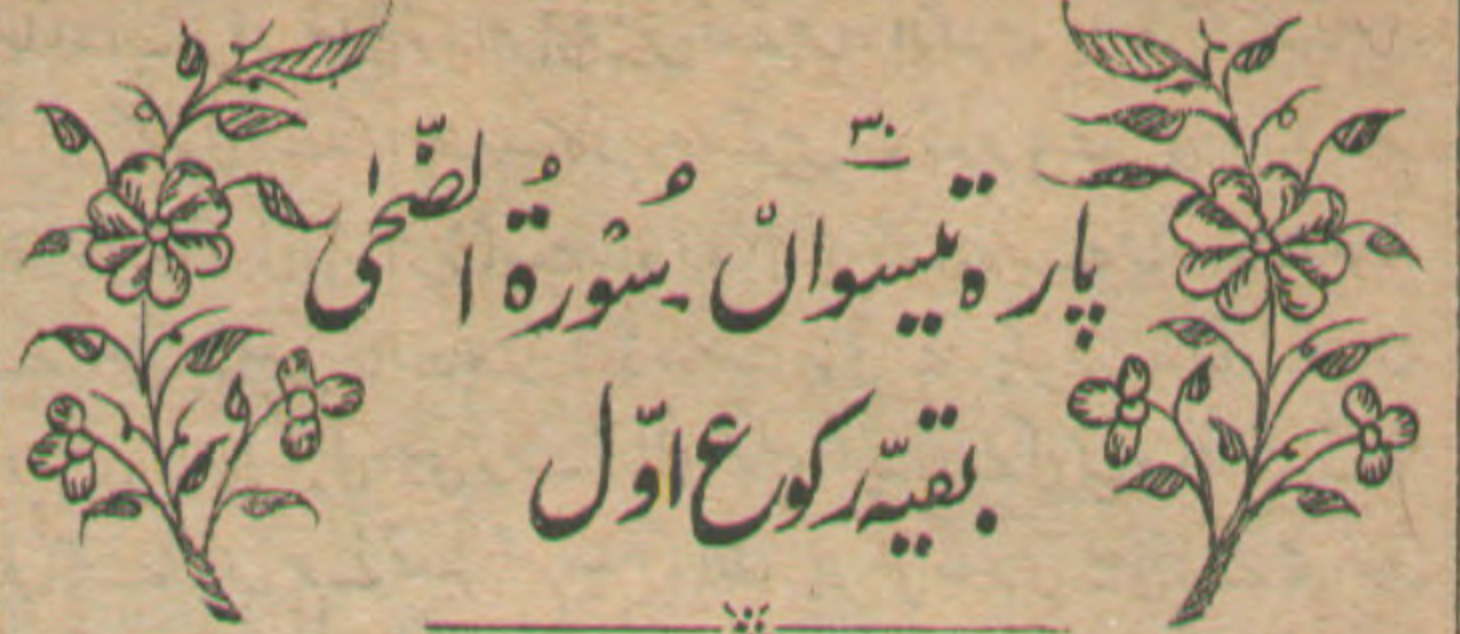
لیکن جب امتحان میں یہ کامیاب اور وہ ناکام ہوگا تب معلوم ہوگا ۔ کہ کون آرام میں ہے اور کون دکھ میں ۔ تو اگر ایک وقت میں انسان کو مشکلات پیش آئیں ۔ لیکن اس کا انجام کامیابی ہو ۔ تو اس کو کوئی دکھ اور تکلیف معلوم نہیں ہوتی ۔ لیکن اگر ابتدا آرام سے گذرے اور انجام بُرا ہو ۔ تو اس آدمی کے لیئے مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ تیرے لیئے تکلیفوں کی گھڑیاں ہیں ۔ لیکن عنقریب رحمت کا سورج تم پر نکلیگا ۔ اور تمہارا انجام بہت اچھا ہوگا ۔ کوئی کہہ سکتا ہے ۔ کہ یہاں ضحیٰ پہلے آیا ہے اور لیل پیچھے ۔ تو اس کا یہ مطلب ہُوا ۔ کہ پہلے آرام ہوگا ۔ لیکن اس کے بعد لیل یعنی تکلیف آئیگی ۔ حالانکہ اس طرح پہلے مصائب آئے اور بعد میں کامیابی اور آرام ہُوا ۔ تو اس بات کے جواب کے لیئے یہ یاد رہے ۔ کہ ترتیب الفاظ میں کئی باتوں کا لحاظ ہوتا ہے ۔ کہیں جس کے متعلق وہ بات ہوتی ہے ۔ اس کی عزت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے ۔ کہیں سامع کو خوش کرنے کے لیئے کلام کی ترتیب رکھی جاتی ہے ۔ کہیں اس واقعہ کا جس کی نسبت وہ کلام ہو لحاظ رکھکر کلام کیا جاتا ہے ۔ تو یہاں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ نے جو سُکھ اور آرام کی گھڑیاں عطا فرمائیں ۔ ان کے مقابلہ میں آپ کی تکلیفیں کیا نسبت رکھتی ہیں ؟ ۔ کچھ نہیں ۔ لوگوں نے مخالفت کی ۔ آپ کو تکلیفیں دیں ۔ شرارتیں کیں ۔ گھر سے نکال دیا ۔ لیکن آخر کار سب کی گردنیں جھک گئیں ۔ اور تمام کو مطیع و منقاد ہونا پڑا ۔ تو چونکہ انجام کار عظمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تھی ۔ اس لیئے پہلے والضحےٰ رکھا ۔ اور اس لیئے بھی والضحےٰ کو پہلے رکھا ۔ کہ جس وقت یہ آواز ہمارے رسول کے کان میں پڑے گی ۔ تو وہ خوش ہوگا ۔ کہ میری کامیابی ہی کامیابی ہے ۔ چنانچہ اگلی آیت نے ثابت کر دیا ۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ تمھیں مشکلات پیش آئینگی ۔ مگر اس کے بعد بڑی بڑی کامیابیاں ہونگی ۔

دنیا میں جس قدر مصائب لوگوں پر آتے ہیں ۔ ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔ ایک قسم تو مصیبتوں کی یہ ہے ۔ کہ وہ عذاب کے رنگ میں آتی ہیں اور دوسری ترقیوں اور کامیابیوں کا پیش خیمہ ہوتی ہیں ۔ بعض احمق لوگوں نے ان کی قسمیں نہ سمجھکر بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں ۔ کیونکہ جب دنیا میں عذاب آتا ہے ۔ تو نبی کہتے ہیں ۔ کہ یہ ہمارے انکار کی وجہ سے آیا ہے ۔ لیکن کوئی تکلیف ان کو بھی پہنچ جاتی ہے ۔ تو احمق لوگ کہنے لگ جاتے ہیں ۔ کہ اگر یہ عذاب تمھاری وجہ سے آیا تھا ۔ تو تم کو کیوں یہ تکلیف پہنچی ہے ۔

لیکن ایسے لوگ تکلیفوں اور مصیبتوں کے آنے کی اصل وجہ تک نہیں پہنچ سکتے ۔ اور صرف ظاہری باتوں پر قیاس کر کے باتیں بنانی شروع کر دیتے ہیں ۔ اگر ایک احمق انسان ایسی چھت پر سوئے جو بے منڈیر ہو ۔ اور سرک کر نیچے جا گرے ۔ تو لوگ اسے ملامت کرینگے ۔ کہ تو ایسی جگہ سویا ہی کیوں ۔ لیکن ایک آدمی ایسے کوئیں میں گرے ۔ جو کسی نے اس کے راستے میں کھود کر اوپر سے پاٹ دیا ہو ۔ تو اس کو ملامت نہیں کی جائیگی ۔ اور نہ وہ ملامت کا مستحق ہوگا ۔ بلکہ اس کو ایسا کہنے والا خود اپنی بیوقوفی کا ثبوت دیگا ۔ کیونکہ تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کی ایکہی وجہ نہیں ہوتی ۔ غرضکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے جو مصائب آتے ہیں ۔ وہ دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک تو وہ مصائب ہوتے ہیں ۔ جو سچائی کا انکار کرنے کی وجہ سے لوگوں پر آتے ہیں ۔ اور دوسرے وہ مصائب ہوتے ہیں ۔ جو ترقیات کے لیئے ہوتے ہیں ۔ ان میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہی لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں ۔ کیونکہ جب انکو سمجھایا جاتا ہے ۔ کہ نبی کی مخالفت نہ کرو کیونکہ تم پر مصائب نازل ہونگے ۔ تو وہ کہتے ہیں ۔ کہ تم پر بھی تو مصیبتیں آتی ہیں ۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ۔ کہ طاعون میرے انکار کی وجہ سے آئی ہے ۔ تو لوگوں نے کہا ۔ کہ پھر تمھارے آدمی کیوں مرتے ہیں ۔ انکے یہ کہنے کی وجہ یہی تھی ۔ کہ انہوں نے دونوں قسم کے مصائب کو خلط ملط کر دیا تھا ۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اگر تجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے ۔ تو یہ احمق لوگ تجھ پر اعتراض کرتے ہیں ۔ کہ کیوں تمھیں مشکل پیش آئی ہے ۔ کیونکہ تم تو کہتے تھے ۔ کہ میرے انکار کی وجہ سے یہ مصیبت آئی ہے ۔ یہ وہی اعتراض ہے ۔ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی لوگوں نے کیا ۔ کہ اگر طاعون تمھارے انکار کی وجہ سے آئی ہے ۔ تو تمھارے مرید کیوں مرتے ہیں ۔ اس کا جواب حضرت صاحب نے بہت ہی لطیف دیا ہے ۔ اور معلوم ہوتا ہے ۔ کہ آپ نے اسی آیت وللآخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ سے اخذ کیا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے جواب میں یہ فرمایا ۔ کہ بے شک ہمارے مرید بھی طاعون سے مرتے ہیں ۔ لیکن تم یہ دیکھو ۔ کہ ہم پہلے کی نسبت کم ہوتے جاتے ہیں یا زیادہ ۔ اگر ہم کم ہوتے اور تم زیادہ ہوتے جاتے ہو ۔ تب تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ طاعون ہمارے لیئے عذاب ہے ۔ لیکن اگر تم طاعون کی وجہ سے کم اور ہم زیادہ ہو رہے ہیں ۔ تو یہ طاعون تمھارے لیئے عذاب الٰہی ہے ۔ اور ہمارے لیئے رحمت ۔ اور اگر ہم بھی کم ہو رہے ہیں اور تم بھی کم تو یہ دونوں کے لیئے عذاب ہے ۔ لیکن تم دیکھ لو ۔ کہ ہماری جماعت طاعون کی وجہ سے دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ اس لیئے یہ کس طرح ہو سکتا ہے ۔ کہ یہ ہمارے لیئے بھی عذاب ہو ۔ ہاں تمھارے لیئے ضرور عذاب ہے ۔ کیونکہ تم کم ہو رہے ہو ۔

اللہ تعالیٰ کفار کو فرماتا ہے ۔ کہ تم دیکھ لو ۔ کہ دنیا میں مشکلات آتے ہیں ۔ اور ہمارے نبی کو بعض وقت پیش آجاتے ہیں ۔ لیکن یہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے ۔ اس سے معلوم

ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو ہماری ناراضگی کی وجہ سے تکالیف پیش نہیں آئیں۔ بلکہ ترقیات کے لیئے آتی ہیں۔ کیونکہ یہ نبی کے مصائب ثابت کر رہے ہیں۔ کہ اس کے لیئے ہر اگلی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔ ان کے آدمی بھی جنگ بدر میں مارے گئے۔ لیکن کامیابی کس کو ہوئی۔ ان کو ہی جنگ احد میں گو ان کو اپنی غلطی کی وجہ سے زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا۔ لیکن نتیجہ کس کے حق میں اچھا نکلا۔ انہیں کے حق میں۔ تو اس سے معلوم ہُوا۔ کہ ان پر جو مصیبت آتی ہے۔ وہ انکی ترقیات کا موجب ہوتی ہے۔ مگر تمھارے لیئے جو مصیبت آتی ہے۔ وہ تمھاری اگلی گھڑی کو پچھلی سے بدتر بنا دیتی ہے۔ جسکی وجہ ہماری ناراضگی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دو اور عظیم الشان گھڑیاں پیش آئیں۔ اس آیت میں انکی طرف بھی اشارہ ہے۔ ایک وہ گھڑی جو کہ جنگ احزاب میں ہوئی۔ کہ خدائے تعالیٰ نے ایسی تیز ہوا چلائی۔ کہ تمام دشمن تتر بتر ہو گئے۔ اور کسی دشمن کا پتہ نہ لگا۔ یہ رات کا وقت تھا اور واللیل اذا سجیٰ کا نظارہ تھا۔ دوسری وہ گھڑی تھی جبکہ آپ دس ہزار قدوسیوں سمیت مکّہ میں بڑے جلال سے داخل ہوئے۔ تو اہل مکّہ نے کہا۔ کہ ہم سے وہی سلوک کیا جائے۔ جو کہ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ یہ ضحیٰ کا وقت تھا۔ پھر جب ظہر کا وقت آیا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس زور سے کئی بار فقروں کو دوہرا دوہرا کر اذان دی کہ کفّار کے کلیجے پھٹ گئے۔ اس وقت ایک نے کہا۔ کہ کاش میں مر چکا ہوتا تو آج یہ دل کو چیر دینے والی آواز نہ سنتا۔ ایک اور نے کہا۔ کہ اچھا ہُوا۔ کہ میرا باپ اس وقت سے پہلے مر چکا ہے ورنہ اسے بڑا صدمہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دو وقتوں کو اس رسول کی صداقت کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں ایک رات کا وقت اور ایک ضحیٰ کا وقت۔ یعنی اس کی آیندہ زمانہ میں ہم ان دو وقتوں میں ایسی مدد کریں گے۔ کہ ان کے بعد پھر تمھاری طاقت بالکل ٹوٹ جائیگی۔ اور ہمارا رسول کامیاب و مظفر و منصور ہو جائیگا۔ چنانچہ جنگ احزاب اور فتح مکّہ نے اس پیشگوئی کو پورا کر کے ثابت کر دیا۔ کہ خدائے تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض نہیں بلکہ خوش ہے۔ اور یہ کہ آپ کا انجام نہایت اعلیٰ رہا۔ اور ہر آنیوالی ساعت پہلی سے اچھی رہی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ابھی ہم نے اپنے رسول کو کیا ترقی دی ہے۔ ابھی تو ہم اس کو بہت کچھ دینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات اور آپ پر خدائے تعالیٰ کے انعامات آج تک ختم نہیں ہوئے۔ اور نہ ہوں گے۔ ہر وقت آپؐ پر درود بھیجے جاتے ہیں۔ جس سے آپ کے مدارج کی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝

اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی پہلی حالت بتاتا ہے۔ کہ ہم نے کس طرح تمھیں ترقی دی۔ اور کبھی تنزل نہیں آنے دیا۔ تم یتیم تھے۔ ہم نے جگہ دی۔ یتیم کی دنیا میں بہت بُری حالت ہوتی ہے۔ اور اس کے دو وجوہات ہیں۔ جن کی وجہ سے یتیم کے اخلاق اور عادات بہت گندے ہو جاتے ہیں۔ اول یہ کہ اس کا کوئی خبر گیران نہیں ہوتا۔ جو اسکو بری باتوں سے منع کرے۔ اور نیک باتیں سکھائے۔ دوسرے اگر کوئی ہوتا بھی ہے۔ تو وہ یا تو اسے ادب اداب وغیرہ سکھانے کے لیئے کچھ کہتا نہیں۔ کہ اگر اس کے سمجھانے پر زور دونگا۔ یا اس کی کسی خواہش کو پورا نہ کرونگا۔ تو یہ خیال کریگا۔ کہ اگر میرا باپ ہوتا۔ تو مجھ سے ایسا نہ کیا جاتا۔ اب جو باپ نہیں تو یہ اس طرح پیش آتے ہیں۔ یا لوگ یتیم پر اسقدر سختی کرتے ہیں۔ کہ اس کے ترقی کرنے کے اعضاء بے کار ہو جاتے ہیں۔ تو یہ وجوہات ایسی ہیں۔ کہ عام طور پر یتیم کی زندگی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ پہلی یا دوسری وجہ سے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اس لیئے یتیم کی حالت بہت شاذ درست ہوتی ہے۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تربیت فرمائی۔ کہ کسی باپ والے کی کیا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا ہم نے تمھیں یتیم نہیں پایا تھا۔ پھر اعلیٰ جگہ دی۔ یعنی بڑے اعلیٰ اخلاق اور عادات سکھائے۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝

پھر اس کے بعد اور ترقی دی۔ اور وہ یہ کہ تُو غائب تھا۔ اور تُو نے ہمارا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اسلیئے تو گھبراتا تھا۔ اور سوال کرتا تھا۔ اس لیئے ہم نے اپنا چہرہ تم کو دکھایا۔ اور تم کو آواز دیکر اپنی طرف بلا لیا۔

ضال کے معنے غائب کے ہیں۔ اس کے معنے گمراہ بھی ہیں۔ لیکن یہ معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قرآن شریف نے آپ کی طرف ہر ایک برائی کی نفی فرما دی ہے۔ تو جب قرآن شریف نے اس کی نفی کر دی ہے۔ تو اب ہم لغت میں دیکھتے ہیں۔ کہ ضال کے اور کیا معنی ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی غائب کے بھی ہیں۔ اس لیئے اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اللہ تعالیٰ کی غائبانہ عبادت کرتے تھے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے آپ کو ایسی ہدایت کی اور ایسا راستہ دکھایا۔ کہ خدائے تعالیٰ کو دیکھا۔ اور معرفت تامہ حاصل ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ پہلے تُو غائب تھا۔ اور تجھے خواہش تھی۔ کہ خدا تک پہنچوں۔ اس لیئے ہم نے تم کو آواز دی کہ ادھر آؤ۔ اور یہ گھڑی تیری پہلی گھڑی سے اعلیٰ تھی۔ کیونکہ جو تُو چاہتا تھا۔ وہ تجھے مل گیا۔ لیکن یہ تو تمھارے اپنے نفس کی ترقی ہوئی تھی۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝

پھر ہم نے دیکھا کہ تیرا دل اس پر ہی بس نہیں کرتا اور تجھے خواہش ہے اور تُو چاہتا ہے۔ کہ میں ساری دنیا کا ہادی بن جاؤں۔ اس لیئے ہم نے تم کو اتنی ہدائیتیں دیں۔ کہ غنی کر دیا۔ اور پھر تُو نے تمام دنیا کے لیئے ان کو سنانا شروع کر دیا۔ ہم نے تجھے دیکھا۔ کہ تُو فقیر ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ اپنے نفس پر ہی بس نہ کروں بلکہ اور لوگوں کو بھی دوں۔ عائل عیال سے ہے۔ یعنی کنبہ والا۔ تو چونکہ زیادہ کنبہ ہونے کی وجہ سے ہی اور ان کا خرچ نہ ہونے سے کوئی فقیر ہوتا ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جس قدر زیادہ ہم نے تمھارے پاس آدمی بھیجے۔ اتنی ہی زیادہ ہدایت میں بھی ترقی کرتے گئے۔

خدائے تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین دیا۔ تو آپ نے اس قدر

لوگوں میں تقسیم کیا۔ کہ اور کسی نے کیا کرنا تھا۔ اور دنیا دی تو وہ بھی اس قدر آپنے تقسیم کی کہ اور کسی کی کیا طاقت تھی۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلعم کو فرماتا ہے۔ کہ اب تمھیں اس کے مقابلہ میں چاہیئے۔ کہ جس طرح ہم نے تمھاری یُتم کی حالت میں پرورش کرکے اعلیٰ اخلاق سکھائے ہیں۔ اسی طرح تم بھی یتیم سے سلوک کرو۔ اور اس کو دبا نہ دیا کرو۔ یتیم کی امنگ اور اخلاق کو دبا دینا۔ یا آوارہ کر دینا اور اس کو کچھ نہ سکھانا ہی اس پر قہر کرنا ہے۔ کیونکہ بعد میں اس کا نتیجہ اسے بہت بُرا بھگتنا پڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جس طرح تم یتیم تھے۔ تو ہم نے تمھاری خبر گیری کی تھی۔ اسی طرح اب تمھارا فرض ہے۔ کہ تم یتیم کی خبر گیری کرو۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ اور جس طرح تم غائب تھے۔ اور ہم تک پہنچنے کے لیئے سوال کرتے تھے۔ اور ہم نے تمھارے سوال کو قبول کر لیا۔ اسی طرح تم کو چاہیئے۔ کہ اس کے مقابلہ میں جو تم سے رب کے بارے میں سوال کرے۔ اسکو دو۔ اور اس کو ڈانٹو نہیں۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے عَبَسَ وَ تَوَلّٰی میں خوب کھولکر بیان فرمایا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ؏ اور تجھ پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کا بیان کر یعنی لوگوں پر خوب ظاہر کر۔ تا کہ انکو علم ہو۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور تم کو جو کچھ اللہ نے دیا ہے۔ وہ لوگوں کو دو۔ ایک دینا تو یہ ہوتا ہے کہ کسی کے گھر سائل آکر آواز دے۔ اور وہ اپنا پیٹ کاٹکر اس کو کچھ دیدے۔ لیکن یہ غریب لوگوں کا حال ہے۔ جو امیر اور دولتمند مخیر ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح نہیں کرتے بلکہ اپنی دولت کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ آؤ جس کو ضرورت ہو آکر لے جاؤ۔ غریب اس طرح نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تم کو بہت کچھ دیا ہے۔ اب یہ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ گھر میں بیٹھ رہو۔ بلکہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ تم باہر نکل کر لوگوں کو آواز دو۔ کہ آؤ جس کسی کو ضرورت ہے۔ مجھ سے لے لو۔

سُورۃُ الانشراح

۲۵ - جون سنہ ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

ایک تن تنہا انسان کو اپنی زندگی اور حیات کے لیئے سامان مہیا کرنے میں بہت سی دقتیں اور تکلیفیں محسوس ہوتی ہیں۔ اور پھر جس کے ساتھ ایک دو اور بھی آدمی ہوں۔ اس کو اور زیادہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اسی طرح جس قدر کسی کا کنبہ بڑھتا جاتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ مشکلات میں پڑتا جاتا ہے۔ اور متفکر ہوتا جاتا ہے۔ کہ کس طرح میں اتنے بوجھ کو اٹھاؤں گا۔ لیکن ایک وہ انسان جس کو نہایت تاریک زمانہ میں جبکہ دنیا کے کسی گوشہ پر ہدایت کا نام و نشان نہ ہو۔ اور ایک فرد بھی ایسا نہ ہو۔ جو کہ تقویٰ اور پرہیز گاری کی راہ پر قدم مارتا ہو۔ پھر ضد اور ہٹ حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہو۔ لوگ تقویٰ سے دور اور جہالت سے مخمور ہوکر خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی نصیحتوں کی ناقدری کرتے ہوں۔ اور ہر ایک شخص میں یہ بات سر کر چکی ہو۔ کہ کسی کا کہا نہیں ماننا اور اس کی بات پر عمل نہیں کرنا۔ تو ایسے زمانہ میں ایک واحد انسان کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس کا کام یہ ہے۔ کہ ساری دنیا کو ہدایت کا رستہ دکھائے۔ تو اس سے اس کے کام کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مجھے یاد ہے۔ کہ یہاں ایک کشتی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ سکول کے چند لڑکے میرے پاس آئے۔ کہ ہمیں کشتی پر سوار ہوکر ڈھاب میں سیر کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے دو لڑکوں کو مقرر کرکے کہ تم کشتی میں سوار ہونے والے لڑکوں کی حفاظت کرنا انکو اجازت دیدی۔ اس کشتی میں زیادہ سے زیادہ آٹھ آدمی سوار ہوسکتے تھے۔ لیکن وہ اٹھارہ اس میں بیٹھ گئے۔ اور جب کشتی منجھ دھار میں پہنچی۔ تو ایک لڑکے نے کشتی کے کنارے پر چڑھ کر کودنا شروع کیا۔ جس سے کچھ پانی کشتی کے اندر آگیا۔ اس لیئے لڑکے گھبرائے۔ اور جو تیرنا جانتے تھے۔ انہوں نے پانی میں چھلانگیں ماردیں۔ اس کش مکش سے کشتی میں اور زیادہ پانی آگیا اس لیئے وہ بیچارے لڑکے بھی جو تیرنا نہیں جانتے تھے پانی میں کود پڑے۔ اور کشتی پانی میں غرق ہوگئی۔ ان لڑکوں کو نکالنے کے لیئے قریباً سو آدمی اکٹھے ہو گئے۔ اور گیلیاں وغیرہ سامان بھی تھا۔ مگر اسوقت تمام کے ایسے ہوش اُڑے ہوئے تھے۔ کہ حشر کا نظارہ نظر آتا تھا۔ اور پھر خاصکر ان لوگوں کو جن کے سپرد والدین نے اپنے لڑکوں کو کیا ہوا تھا بہت ہی فکر اور اضطراب تھا۔ اس وقت ہر ایک کو بڑی سخت گھبراہٹ تھی۔ اور کچھ پتہ نہ لگتا تھا۔ اگر ایک کو نکالتے تو دوسرا ڈوب جاتا۔ اور اس کی طرف ہوتے۔ تو پہلا ڈوب جاتا غرضیکہ گھنٹہ بھر سخت گھبراہٹ رہی۔ سترہ اٹھارہ لڑکے ڈوبنے والے تھے۔ پھر ان میں سے کچھ تیراک بھی تھے۔ اور بہت سے لوگ نکالنے والے اور سامان وغیرہ بھی تھا۔ لیکن اس قدر گھبراہٹ تھی۔ کہ سب کے اوسان خطا ہوئے جاتے تھے۔ اس مصیبت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ایک انسان جو لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں ڈوبنے والوں پر مقرر کیا گیا ہو۔ یعنی تمام کی تمام دنیا ڈوب رہی ہو۔ اور ایسے سمندر میں ڈوب رہی ہو۔ [illegible] ملتی۔ اسکو کس قدر فکر اور تردد ہو سکتا ہے۔ اور پھر جبکہ پانی میں ڈوبنے والا گھبراتا اور کوشش کرتا ہے۔ کہ جو چیز سامنے آئے۔ اسے پکڑ لوں۔ اس لیئے وہ بچانے والے کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ اور اس کو دُکھ اور تکلیف دیتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر ضلالت اور گمراہی کے سمندر میں ڈوبنے والے بھی اپنے بچانے والوں کو دُکھ دیتے ہیں۔ اور ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک ڈوبنے والا تو بچانے والے کو اس خیال سے پکڑتا ہے۔ کہ شاید اس کے سہارے میں بچ جاؤں۔ لیکن وہ ڈوبنے والا جو یہ خیال کرے۔ کہ یہ مجھ کو بچاتا نہیں بلکہ ڈبو رہا ہے۔ بہت زیادہ جوش سے بچانیوالے کو

پکڑیگا - اور کوشش کریگا - کہ اس کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبوں - تو ایک بڑے عمیق سمندر میں اس قدر ڈوبنے والے انسان اور پھر جبکہ وہ یہ بھی خیال کریں - کہ ہمیں بچانے کی بجائے ڈبویا جا رہا ہے - ایک انسان کا انکو نکالنے کے لیئے کھڑا ہونا کوئی معمولی ہمت کا کام نہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان تھے - جن کو تمام دنیا کے ڈوبنے والوں کو بچانے کے لیئے خدائے تعالیٰ نے مقرر کیا - اسوقت آپ کو جو گھبراہٹ ہوتی ہوگی - اسکا اندازہ کرنا کسی انسانی عقل کا کام نہیں ہو سکتا - آپ ایک طرف تو یہ دیکھتے ہونگے - کہ تمام دنیا ڈوب رہی ہے - اس کو کس طرح بچایا جائے - اور دوسری طرف یہ خیال کرتے ہونگے - کہ چلو جبکہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے - تو پھر کیا ڈر ہو سکتا ہے -

خدائے تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور تشفی فرمائی ہے - کہ جبکہ ہم تمہاری مدد کرنے والے ہیں - اور تمہاری ہر پچھلی گھڑی پہلی سے برتر ہوتی ہے - تو پھر تمہیں کیا ڈر ہو سکتا ہے - اب اس سورہ میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کی تسلی فرماتا ہے -

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ کیا تجھے ہم نے خوش نہیں کر دیا - یا کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا - یعنی اے رسول ہم نے تجھے بہت وسعت قلب عنایت کی ہے -

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ اور کیا تیرے اوپر سے وہ بوجھ جو تیری کمر توڑنے والا تھا - اُٹھایا نہیں - ضرور اُٹھا دیا ہے - اور تجھے خوش خبری دی ہے - تجھے فکر تھا - کہ دنیا کا کیا حال ہوگا - اور کس طرح میں ان ڈوبتے والوں کو نکالونگا جو کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ڈبونا چاہتے ہیں - تو کیا ہم نے تجھے خوش خبری نہیں دی کہ تو ہرگز ناکام نہیں ہوگا - بلکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا -

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ بھلا نیک کام کرنے والوں کا ذکر کبھی دنیا سے مٹ سکتا ہے - آج تک جو لوگ مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث ہوتے رہے ہیں - وہ کبھی ناکام نہیں گئے - دنیا میں کسی ایک آدھ کو ڈوبنے سے بچانے والے - یا آگ کو بجھانے والے کی بڑی تعریف کی جاتی ہے - اور اس کا ذکر بلند کیا جاتا ہے - تو کس طرح ہو سکتا ہے - کہ اس انسان کا ذکر جس نے ایک کو نہیں دو کو نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو بچایا - اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہوا اس کا ذکر بلند نہ ہو - خدائے تعالیٰ نے اس انسان کا ذکر ایسا بلند فرمایا - کہ ہمیں تو حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک کوئی ایسا نظر نہیں آتا - پانچ وقت مسجدوں میں بلاناغہ ہر روز اشھد ان محمد رسول اللہ کہنا اور پھر ہر مسلمان کا آپ پر درود بھیجنا آپ کے ذکر کو بلند کرنا ہی ہے - اور پھر متعصب سے متعصب دشمن بھی آپ کی کامیابی کا اعتراف کرتے ہیں - یورپ کے بڑے بڑے خبیث دشمن بھی جب آپ کے متعلق کچھ لکھنے بیٹھتے ہیں - تو یہ ضرور لکھتے ہیں - کہ عرب تمام دنیا سے تاریک ملک تھا - لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسکی کایا پلٹ دی - تو دشمنوں کا اپنے منہ سے اس بات کا اقرار کرنا آپ کے ذکر کو بلند کرنا ہی ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا ہے - تو پھر اور کون ہے - جو تجھے ناکام کر سکے - یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان کامیابی کی دلیل ہے - کہ جس طرح خدائے تعالیٰ نے آپ کا درجہ بلند کیا ہے اور کسی نبی کا نہیں کیا - سب نبیوں کی زندگی کے بعد کسی کا سلسلہ سو سال تک کسی کا دو سو سال تک اور زیادہ سے زیادہ ہزار سال تک چلکر ختم ہو گیا - لیکن آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایسا بلند کیا - کہ کبھی مٹ نہیں سکتا - یوں تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسیح کا ذکر سب سے بلند کیا گیا ہے - کیونکہ اسکو تو لوگوں نے خدا بنا لیا - اور اس سے زیادہ کسی کا کیا ذکر بلند ہو سکتا ہے - لیکن یہ عزت مسیحؑ کے لیئے عزت نہیں - بلکہ ذلت ہے - مثلاً ایک غریب شخص پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا ہو - اور کوئی شخص اسے آکر کہے - کہ حضور آپ بادشاہ ہیں - آپکی بڑی شان ہے - آپ بڑے ملکوں کے مالک ہیں - مجھے بھی کچھ عنایت کیجیئے - تو وہ بجائے اس کے کہ اپنی عزت سمجھے - یہ سمجھیگا کہ مجھے ذلیل کیا جا رہا ہے - تو حضرت مسیح کو خدا بنانا اس کی عزت کرنا نہیں - کیونکہ کسی کی ایسی تعریف کرنی جس کا وہ مستحق نہ ہو - اس کو ذلیل کرنا ہوتا ہے - یہ شرف صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ملا ہے - کہ ہر زمانہ میں آپ کی ایسی عزت اور توقیر ہوتی رہی ہے - اور ہوتی رہیگی جیسی کہ چاہیئے - اور آپ کی اُمّت کو خدائے تعالیٰ نے آپ کو خدا بنانے سے بچایا - اور ہر زمانہ میں ایسے انسان ہوتے رہے جو آپ کی اصل شان کو قائم اور برقرار رکھنے کا موجب ہوئے - کیونکہ حد سے بڑھکر کسی کی تعریف کرنی اس کی مذمت کرنی ہوتی ہے -

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فرمایا - کہ یہ جو تنگی ہے - کیا ہے ؟ - اور یہ جو تجھے بڑا کام نظر آتا ہے - کہ کس طرح لوگوں کو ہدایت ہوگی - یہ کچھ چیز نہیں ہے - تم کوشش کرو - ہم تم کو اس کے بدلے دو خوشیاں دکھائیں گے - ایک اس دنیا میں اور ایک اگلے جہان میں - یعنی تمھیں ان مصیبتوں اور تکلیفوں کا جو کہ لوگوں کے معاملہ میں اُٹھانی پڑی ہیں - دو جگہ بدلہ دیا جائیگا - ہم یہ نہیں کہتے - کہ اس دنیا میں تو تم کوشش کرو - لیکن بدلہ اگلے جہان میں دیا جائیگا - اسلام کے سوا باقی سب مذاہب ایسے ہیں - جو یہ کہتے ہیں - کہ اس دنیا میں تم مان لو - تو مرنے کے بعد تمھیں جنّت ملینگے - لیکن سوال یہ ہو سکتا ہے - کہ اگر وہاں جنّت نہ ملیں - تو پھر کس کو پوچھا جائیگا کہ لاؤ اب ہمیں جنّت دو - اس لیئے ایسے مذاہب ہرگز قابل عمل نہیں ہو سکتے - سچا اور حقیقی مذہب وہی ہے - جو اپنے ماننے والوں کو اس دنیا میں بھی جنّت دکھا دے - اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے - کہ یہ جو تنگی تم کو آتی ہے - اس کے ساتھ ہی دنیا میں کھلے اور پھر اگلے جہان میں بھی ہم تمھیں بڑے بڑے جنّت سُکھ اور آرام دینگے - کامیابی کے دو وعدے اس سے نکلتے ہیں - کہ عسر کے ساتھ تو الف لام لگا کر اسکی تخصیص کر دی ہے لیکن یسر بلا الف لام کے ہے - جس سے معلوم ہُوا کہ یسر دو دفعہ ہے -